شکر۔ عظیم عبادتِ الٰہی

* ڈاکٹر سید علی انور

شکر کے لغوی معنی ''احسان ماننا، قدر پہچاننا اور محسن کا احسان مانتے ہوئے اس کا صلہ ادا کرنا۔''

اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات اور انعامات کی قدر دانی کا نام شکر ہے۔ اس کی ضد کفر ہے جس کے اصطلاحی معنی ہیں ''ناشکرا پن، قدر ناداني اور نافرمانی۔''(۱)

مہذب لکھنوی کے مطابق شکر سے مراد ہے نعمت حاصل ہونے کے بعد منعم کا احسان ماننا۔ حصول نعمت کے سبب سے منعم کی تعریف کرنا اور شکریہ ادا کرنا۔(۲)

فیروز اللغات کے مطابق شکر کے معنی احسان ماننا، سپاس اور احسان مند کے ہیں۔(۳)

شکر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں، روحانی، ذہنی، جسمانی قوتوں، اختیارات اور مال و متاع کا صحیح طور پر استعمال کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو صحیح حالت میں رکھنا اور اسے ضائع نہ ہونے دینا۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار نہیں کیا جاسکتا اس نے انسان کو ضرورت کی ہر چیز مہیا کر دی ہے۔ انسان کو موزوں اور متناسب جسم دیا ہے اور معیشت کے لیے سب سامان زمین پر جمع کر دیئے انسان کی ہدایت و رہنمائی کا سامان بھی اسے مہیا کر دیا۔ قرآن مجید نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ (۴)

''اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار کرنے لگو تو ان کا احاطہ بھی نہیں کر سکتے۔''

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

* صدرِ شعبہ عربی، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد۔

﴿ وَقَلِيۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّكُوۡرُ ﴾ (۵)

''اور میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہوتے ہیں''

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا دراصل انسان کا فطری تقاضا اور اس کا جوہر اصلی ہے جسے وہ اپنی نادانی اور ناسمجھی کی وجہ سے بھول جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے کنار رحمت و ربوبیت کے پیش نظر انسان کو ساری زندگی عبادت اور عمل صالح کے لیے وقف کر دینی چاہیے لیکن بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اس فرض کو پوری طرح انجام دیتے ہیں۔

قرآن مجید نے شکر کی تاکید کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاشۡكُرُوۡا لِیۡ وَلَا تَكۡفُرُوۡنِ ﴾ (۶)

''اور میری نعمتوں کا شکر ادا کرنا اور کفران نعمت نہ کرنا۔''

''اشکر ولی'' (میرا شکر ادا کرو) کے تحت درس قرآن پہلی منزل کے مصنف لکھتے ہیں کہ:

''امت مسلمہ کو یہ حکم ہوا کہ ہماری نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہو۔ شکر کی بہتری شکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو اس کے حکم کے مطابق اسی کے کاموں میں لگایا جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر شدہ حدود میں رہ کر کام کیا جائے۔ (۷)

اللہ تعالیٰ نے ان گنت نعمتوں سے انسان کو مزین کیا تاکہ کسی وقت ہی انسان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر سکے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

﴿ وَاللّٰهُ اَخۡرَجَكُمۡ مِّنۡۢ بُطُوۡنِ اُمَّهٰتِكُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ شَیۡـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴾ (۸)

''اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں نکالا ہے تمہاری ماؤں کے شکموں سے اس حال میں کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے اور بنائے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل تاکہ تم (ان بیش بہا نعمتوں پر) شکر ادا کرو۔''

پیر محمد کرم شاہ الازہری فرماتے ہیں کہ:

''اسی علیم وقدیر کی نوازش ہے کہ اس نے تم کو انسان کی شکل میں پیدا فرمایا اور جب تم پیدا ہوئے تھے تو تمہاری نادانی کا یہ حال تھا کہ تم اپنی ماں کو بھی نہیں پہچان سکتے تھے جس کے شکم میں تم نے ایک عرصہ گزارا اور اسی خالق نے تمہیں ظاہری حواس، کان، آنکھیں وغیرہ بھی بخشیں اور اسی نے تمہیں سوچنے اور سمجھنے کی استعداد دی تا کہ تم اپنے خالق و مالک کی عنایات بے پایاں کا اعتراف کرو اس کا شکر ادا کرو۔'' (۹)

ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

''اس قرآنی آیت کے تحت کہ انسان کو ہر وقت خلوص و محبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگا رہنا چاہیے تا کہ انسان اپنے خالق کا شکر گزار بندہ بن سکے۔'' (۱۰)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ بَلِ اللّٰه فَاعْبُدْوَ کُنْ مِنَ الشَّاکِرِیْنَ ﴾ (۱۱)

''بلکہ تو اللہ کی عبادت کرتا رہے اور شکر کرنے والوں سے ہو جا۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس حقیقت کا اعلان فرما دیا کہ اگر کوئی انسان عبودیت کے کمال تک پہنچنا چاہتا ہے اور وہ اگر چاہتا ہو کہ درست طریقہ سے وہ اللہ کی بندگی کر رہا ہے تو اسے اللہ کا شکر گزار بندہ بننا ہوگا۔

ارشاد ذوالجلال:

﴿ وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ﴾ (۱۲)

''اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم حقیقت میں اللہ ہی کی بندگی کرنے والے ہو۔''

صاحب معارف القرآن اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ:

''حق تعالیٰ کی شکرگزاری کرو (زبان سے بھی ہاتھ پاؤں سے خدمت واطاعت بجالا کر بھی اور دل سے ان نعمتوں کو منجانب اللہ سمجھ کر بھی) اگر تم خاص ان کے ساتھ غلامی کا تعلق رکھتے ہو۔'' (۱۳)

دوسری جگہ پر اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا یوں حکم دیا گیا ہے۔ حکم باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاشْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴾ (۱۴)

''اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔''

سید قطب شہیدؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ:

''مشرک قوم نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور ان کا انکار کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بدترین زوال کو پہنچیں۔ اس لیے بندہ اسی وقت اپنے خالق کا بندہ کہلائے گا جب وہ اسے دی ہوئی نعمتوں کا ہر وقت شکر ادا کرے۔'' (۱۵)

حضور اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ شکر خداوندی کا زندہ پیکر تھی آپ ﷺ ہمہ وقت ذکر و شکر میں مشغول رہتے راتوں کو اٹھ کر اتنی دیر مصروف عبادت رہتے کہ پاؤں مبارک سوج جاتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

''ایک رات میں نے یہ حالت دیکھ کر عرض کیا کہ آپ ﷺ کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے پھر آپ ﷺ نے اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں۔''

آپ ﷺ نے جواب دیا:

افلا اکون عبد اشکورا

''کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔''

حضور اکرم ﷺ شکر خداوندی بجالانے کے لیے کثرت سے دعا فرمایا کرتے تھے ان تمام دعاؤں کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکریہ ادا کیا جائے کیونکہ مسرت ذوالجلال اسی میں ہے کہ اس کا شکر کیا جائے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ﴾ (١٦)

''اور اگر تم شکر کرو گے تو وہ تم سے خوش ہوگا۔''

صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کو تمہاری شکر گزاری کی حاجت تو نہیں البتہ اگر بندے اس کی ناشکری و کفران نعمت کرتے ہیں تو وہ اس کو پسند نہیں کرتا، ناخوش ہوتا ہے اور جو کوئی شکر کرتا ہے تو وہ اس کو پسند کرتا ہے اور بہت خوش ہوتا ہے۔'' (١٧)

دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

﴿وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِيْنَ﴾ (١٨)

''شکر کرنے والوں کو ہم عنقریب بدلہ دیں گے۔''

اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شکر کس طرح ادا ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے خود اس کا جواب یوں دیا ہے:

﴿ اِعْمَلُوْا آلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ﴾ (١٩)

''اے داؤد کے گھر والو! شکر کرنے کے لیے نیک عمل کرو۔''

مقصد یہ ہے کہ اس کی نعمتوں کا شکر اسی طرح ادا ہو سکے گا کہ ہم ایسے اعمال کریں جس میں اس کی رضا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نعمتوں کی کثرت سے نوازا تاکہ وہ اس کے شکر گزار بندے بن سکیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾ (٢٠)

''اسی طرح ہم نے ان (جانوروں) کو تمہارے بس میں کر دیا تاکہ تم شکر کرو۔''

صاحب احسن التفاسیر لکھتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے کیسے انسان کو، چوپایوں کے اوپر با اختیار کر دیا۔ اور ان کو انسان کے بس میں کر دیا تا کہ اس کے شکریہ میں تم خالص دل سے اللہ کے نام کی قربانی کرو۔'' (۲۱)

شکر صرف اللہ تعالیٰ کے لیے۔ اس لیے اسے صرف اس کی نعمتوں کے ساتھ خاص کر لینا چاہیے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ﴾ (۲۲)

''بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہو وہ تمہاری روزی کے مالک نہیں ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ہی رزق مانگو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر کرو۔''

پیر محمد کرم شاہ الازہری اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

''رزق اور دولت کوئی ایسی چیز نہیں کہ انسان لے کر اس پر قانع ہو جائے بلکہ اس کی عبادت کرو اور مقام عبدیت کی رفعتوں تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرو! اور اسی میں انسانی عظمت کا راز ہے اے خود فراموشو! کہاں مارے مارے پھر رہے ہو اس نے بن مانگے جن گراں بہا نعمتوں، زندگی، صحت وغیرہ سے تمہیں سرفراز فرمایا ہے ان کا شکریہ ادا کرو وہ ان نعمتوں سے بھی اعلیٰ نعمتوں کے خزانے تمہارے لیے کھول دے گا۔'' (۲۳)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے کسی نے پوچھا کہ تقویٰ کیا ہے؟ تو آپ فرماتے ہیں:

''کہ سب سے کٹ کر صدق دل سے اللہ کی پناہ اختیار کی جائے اور شریعت مطاہرہ کے احکام بجالائے جائیں، ممنوعات سے باز رہا جائے خود کو اللہ کی تقدیر کے حوالہ کر دیا جائے اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کی جائے اور ہمہ وقت اللہ کا شکر ادا کیا جائے۔'' (۲۴)

صاحب قوت القلوب فرماتے ہیں کہ:

''شکر وثنا ہی دراصل عطا و نیکی کی ترغیب اور تحریک دلاتا ہے۔'' (۲۵)

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

''جب فتوحات کے موقع پر خزانے آئے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ ہم کون سا مال لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا! تم میں سے ہر ایک کو ذکر کرنے والی زبان اور شکر بجالانے والا دل لینا چاہیے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مال کی بجائے شکر گزار دل حاصل کرنے کا حکم دیا کیونکہ مال و دولت سے بڑھ کر شکر الٰہی ہی ایک ایسی دولت ہے جس سے قربت الٰہی نصیب ہوتی ہے۔'' (۲۶)

﴿وَاذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (۲۷)

''اور یاد کرو جس وقت تم تھوڑے تھے ملک میں مغلوب پڑے ہوئے ڈرتے تھے کہ تم لوگ اچک لیں۔ پھر اس نے تم کو ٹھکانہ دیا اور تم کو اپنی مدد سے قوت دی اور تم کو ستھری چیزیں روزی دی تاکہ تم شکر کرو۔''

اسی آیت کے تحت پیر محمد کرم شاہ الازھری لکھتے ہیں:

''ہجرت سے پہلے بے بسی اور بے کسی کی جو حالت تھی وہ مسلمانوں کو یاد دلائی جارہی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کو یاد رکھتے ہوئے اس کی شکر گزاری میں مصروف رہیں۔'' (۲۸)

قیامت کے دن جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہو کر اپنی بے پناہ اور بے شمار انعامات و برکات کو دیکھیں گے تو پھر بھی بے ساختہ ان کی زبانوں سے اللہ تعالیٰ کے شکریے کے الفاظ نکلیں گے۔ کیونکہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کو بندے کا شکر گزار ہونا ہی پسند ہے اور آخرت میں بھی ایسے ہی انداز جنتیوں کے بھی ہوں گے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾ (۲۹)

''اور وہ کہیں گے شکر اللہ کا کہ جس نے ہم کو یہاں تک پہنچا دیا اور اگر اللہ تعالیٰ ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم راہ پانے والے نہ تھے بے شک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے تھے اور آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے تم اپنے اعمال کے بدلے میں اس کے وارث ہوئے۔''

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں کہ:

''جنتیوں کے الفاظ یہ ہوں گے اور وہ کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم کو یہاں تک پہنچایا اور ہم کبھی بھی یہاں تک نہ پہنچتے اگر اللہ ہم کو نہ پہنچاتا بے شک ہمارے رب کے پیغمبر بھی باتیں لے کر آئے تھے۔'' (۳۰)

حضور اکرم ﷺ نے شکر ادا کرنے کو اس شاکر کے لیے خوش نصیبی کا عندیہ دیا ہے۔ صاحب مشکوٰۃ المصابیح ایک حدیث مبارک نقل کرتے ہیں۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

عن صهيب رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله ﷺ عجبا لامر المؤمن ! ان امره كله له خير و ليس ذلك لا حد الا للمؤمن ان اصابته سراء شكر فكان خير اله وان اصابته ضراء صبر فكان خير اله (۳۱)

''صہیبؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تعجب ہے ایمان دار شخص کی حالت پر کہ وہ اپنے تمام معاملات کو اپنے لیے بہتر سمجھتا ہے اگر چہ بعض معاملات بہتر نہیں ہوتے، یہ اعزاز صرف ایسے ایمان دار شخص کو حاصل ہوتا ہے کہ اگر اسے خوشی نصیب ہوتی ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے تو (اس کا شکر ادا کرنا) اس کے لیے بہتر ہوتا ہے اور اسے اگر بیماری وغیرہ پہنچتی تو وہ صبر کرتا ہے تو اس کا صبر کرنا اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔''

حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

''اگر اللہ تعالیٰ کسی کو مال دے تو اس کا شکر یہ ہے کہ اسے اللہ کے حکم کے مطابق نیکی کے راستوں میں خرچ کیا جائے اسی طرح علم و حکمت کا شکر یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور دوسرے لوگوں کو اس کی تعلیم دی جائے۔'' (۳۲)

عربی شعراء بھی جب اپنے کلام کی تعریف سنتے تو اسی وقت اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتے۔ بلکہ لبید بن ربیعہ جس کا عربی شاعری میں ایک خاص مقام ہے اس نے اسلام قبول کیا اور پھر قرآن مجید بھی حفظ کیا اور شاعری میں دلچسپی چھوڑنا شروع کی۔ اسلام لانے کے بعد اس نے صرف ایک ہی شعر کہا تھا جس میں اس نے اسلام اور ایمان کی دولت سے آراستہ ہونے کو نعمت گردانا اور اس پر اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ان الفاظ میں پیش کیا:

الحمد لله اذ لم يأتني أجلي

حتى لبست من الاسلام سربالا (۳۳)

''خدا کا نہایت احسان و شکر کہ اس نے مجھے جامعہ اسلام سے ملبوس کیے بغیر نہ مارا''

حضرت شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں:

''صوفی وہی تو ہے جو رسول اللہ ﷺ کی سنتوں میں سے اس سنت کا احیاء کرے کہ وہی عالم باللہ اور زاہد فی الدنیا ہے۔ تقویٰ کو مضبوط ہاتھ سے پکڑے ہوئے ہے صبر و شکر پر استقامت کے ساتھ عمل پیرا ہے۔'' (۳۴)

شیخ ابو نصر سراج لکھتے ہیں کہ:

ابو عتبہ حلوانی کہتے ہیں کہ کیا میں تمہیں ان احوال سے مطلع نہ کروں جن پر صحابہؓ قائم تھے وہ یہ ہیں:

''پہلا حال یہ تھا کہ وہ اللہ کے دیدار کو زندگی سے بڑھ کر عزیز جانتے تھے۔

دوسرا حال: زیادہ ہوں یا تھوڑے دشمن سے نہ ڈرتے تھے۔

تیسرا حال: تنگی و عسرت سے کسی طرح خوف نہیں کھاتے تھے بلکہ شکر الٰہی کو اپنا زینہ بناتے تھے۔" (۳۵)

حضرت ایوبؑ بہت بڑے صابرین میں سے ہیں اللہ تعالیٰ کو شکر اتنا پسند ہے کہ وہ اس کے بارے میں حضرت ایوبؑ کو الہام کرتے جس کی وضاحت امام غزالی اس طرح فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوبؑ کو صابرین کا حال بتاتے ہوئے وحی فرمائی۔ ان کا گھر سلامتی کا گھر ہے جب اس میں داخل ہوتے ہیں تو میں انہیں شکر کرنے کا الہام کرتا ہوں اور یہ بہترین کلام ہے شکر کے وقت میں ان سے مزید شکر کا مطالبہ کرتا ہوں۔" (۳۶)

شکر کے بارے میں امام غزالیؒ اپنی دوسری کتاب "کیمیائے سعادت" میں یوں فرماتے ہیں:

"شکر ایک عظیم مقام ہے اور اس کا درجہ انتہائی ارفع و اعلیٰ ہے جس تک رسائی حاصل کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندوں میں شکر گزار تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔" (السبا:۱۳) (۳۷)

ابلیس نے بھی آدمی پر سب سے بڑی طنز یہی کی تھی کہ:

"آپ ان میں سے اکثر کو شاکر نہ پایئے گا۔" (الاعراف:۱۷)

امین احسن اصلاحیؒ انسان کی ناشکری کے رویہ پر تعجب کا اظہار فرماتے ہیں کہ:

"جب اس کو (انسان) کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تب تو وہ بڑے تضرع اور بڑی انابت کے ساتھ خدا سے فریاد کرتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت دور کر کے اس کو اپنے فضل سے بہرہ مند کر دیتا ہے تو وہ اپنی مصیبت کو بھول جاتا ہے۔" (۳۸)

مفتی احمد یار خان اپنی تفسیر نعیمی میں لکھتے ہیں:

"شکر بھی رب کی بڑی عبادت ہے اس کے چند درجے ہیں ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ ہر نعمت کو رب

کی طرف سے جانے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ ہر نعمت پر رب کی تعریف کرے اس سے بڑھ کر یہ کہ گناہوں سے بچے اس سے بڑھ کر یہ کہ رب کی کسی نعمت کو گناہ میں خرچ نہ کرے اس سے بڑھ کر یہ کہ ہر نعمت کو عبادت میں صرف کرے اور یہ شکر کا اعلیٰ درجہ ہے کسی نے ابو حازم سے پوچھا کہ آنکھ کا شکر کیا ہے تو فرمایا کہ بھلائی دیکھ کر ظاہر کرو اور برائی دیکھ کر چھپا لو اسی طرح کان کا شکر ہے اچھی بات سن کر یاد کر لو اور بُری بات بھول جاؤ۔" (۳۹)

حضرت ابو ہریرہؓ حدیث پاک کو روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریره عن النبی ﷺ قال لا یشکر الله من لا یشکر الناس (۴۰)

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا شکر نہیں کرتا وہ جو آدمیوں کا شکر نہیں کرتا یعنی جو آدمیوں کے احسان کو نہیں جانتا اور احسان فراموشی کرتا ہے اس سے کچھ عجب نہیں کہ وہ اللہ کی بھی ناشکری کرے۔"

حضرت علی بن عثمان ہجویریؒ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایسے کئی مہاجر درویش موجود تھے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی، صبر و شکر اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت و متابعت کے شوق میں مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھے رہتے اور انہوں نے دنیا کے تمام مشاغل کو ترک کر دیا تھا اور اپنی روزی کے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کیے ہوئے تھے اور ہر حالت میں اللہ کا شکر کرتے تھے۔" (۴۱)

پیر محمد کرم شاہ الازہری فرماتے ہیں کہ:

"نبی کریم ﷺ کی ساری زندگی زہد، صبر اور شکر سے عبارت تھی، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اپنے حبیب ﷺ کے حوالے کر دی تھیں لیکن حضور ﷺ نے ان تمام نعمتوں کو پس پشت ڈال دیا اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لیے فاقہ کشی اور عشرت کی زندگی بسر فرمائی۔" (۴۲)

ماحصل مضمون

یہ مضمون ''شکر۔عظیم عبادت الٰہی۔ایک تحقیقی مطالعہ'' کے عنوان سے پیش کیا گیا ہے۔جس میں شکر کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ اس کو مختلف اقوال صحابہ، آئمہ کرام، صوفیاء اور محققین کے تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔تاکہ شکر کی اہمیت وضرورت قارئین کے سامنے کھل کر آسکے۔

شکر عبادت الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔شکر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اقرار کی ایک عملی صورت ہے۔شکر رضائے الٰہی، معیت الٰہی اور قربت الٰہی کے حصول کا ضامن ہے۔شکر ابلیسی تعلیم کی نفی ہے۔شکر عظیم اجر وثواب کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ شکر تمام انبیاء، صحابہ، اولیاء اور صوفیاء کی خصوصیات اور فضائل اخلاق کا بنیادی زینہ رہا ہے۔شکر سے انسان عجز وانکساری کا مجسمہ بن جاتا ہے جس سے انسان میں اخلاق حسنہ کے وہ تمام فضائل عملی طور پر آ جاتے ہیں جس سے استحکام معاشرہ، ایثار، عفوو درگزر، عدل وانصاف، صدق، شجاعت، دیانتداری اور امانت، تواضع و خاکساری کی تمام راہیں کھل جاتی ہیں۔جس سے ہر قریہ، شہر، ملک و دنیا میں ایک معاشرتی راحت وسکون کا انقلاب آ جاتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ ابن منظور، لسان العرب، مادہ شکر۔

۲۔ مہذب لکھنوی، مہذب اللغات، جلد ۷، ص ۱۷۴۔

۳۔ فیروز الدین، فیروز اللغات، ص ۸۴۵۔

۴۔ النحل، ۱۸۔

۵۔ السباء: ۱۳۔

۶۔ البقرہ: ۱۵۲۔

۷۔ عبدالحئی، درس قرآن، ص: ۱۷۸۔

۸۔ النحل: ۷۸۔

۹۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، ج ۲، ص ۵۸۹

۱۰۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج ۱، ص ۴۳۹۔

۱۱۔ الزمر: ۶۶۔

۱۲۔ البقرۃ: ۱۷۲۔

۱۳۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ج ۱، ص ۴۱۵۔

۱۴۔ النحل: ۱۱۴۔

۱۵۔ سید قطب شہیدؒ، فی ظلال القرآن، ج ۵، ص ۳۸۳۔

۱۶۔ الزمر: ۷۔

۱۷۔ ابو محمد عبدالحق الحقانی، تفسیر حقانی، ج ۳، ص ۲۷۲۔

۱۸۔ القرآن، آل عمران: ۱۴۴۔

۱۹۔ السباء: ۱۳۔

۲۰۔ الحج: ۳۶۔

۲۱۔ احمد حسن، احسن التفاسیر، ج ۴، ص ۲۷۸۔

۲۲۔ العنکبوت:۱۷۔
۲۳۔ ضیاءالقرآن، ج۳،ص۵۲۴۔
۲۴۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ،غنیۃ الطالبین، ج۱،ص۳۵۶۔
۲۵۔ ابوطالب محمد بن عطیہ،قوت القلوب، ج۳۔۴،ص۴۸۸۔
۲۶۔ شاہ ولی اللہؒ، حجۃ اللہ البالغہ،ص۸۷۔
۲۷۔ الانفال:۲۶۔
۲۸۔ ضیاءالقرآن، ج۲،ص۱۴۲۔
۲۹۔ الاعراف:۴۳۔
۳۰۔ قاضی ثناءاللہ پانی پتی،تفسیر مظہری، ج۴،ص۳۰۵۔
۳۱۔ شیخ ولی الدین خطیب التبریزی،مشکوٰۃ المصابیح، ج۴،ص۲۳۷۔
۳۲۔ صلاح الدین یوسف، ترجمہ ریاض الصالحین، ج۱،ص۴۹۴۔
۳۳۔ احمد حسن زیات، تاریخ ادب العربی،ص۱۳۷۔
۳۴۔ شہاب الدین سہروردی،عوارف المعارف،ص۱۹۱۔
۳۵۔ شیخ ابونصر سراج، کتاب اللمع فی التصوف،ص۲۰۴۔
۳۶۔ الغزالی،مکاشفۃ القلوب،ص۳۶۱۔
۳۷۔ الغزالی، کیمیائے سعادت،ص۱۲۷۔
۳۸۔ امین احسن اصلاحیؒ، تدبر قرآن، ج۵،ص۵۶۵۔
۳۹۔ مفتی احمد یار خان،تفسیر النعیمی، پارہ۲،ص۷۰۔
۴۰۔ ابوداؤد، السنن، ج۳،ص۵۸۴۔
۴۱۔ سید علی بن عثمان ہجویریؒ، کشف المحجوب،ص۳۵۔
۴۲۔ ضیاءالقرآن، ج۵،ص۲۷۲۔